ملا معاویہ حنفی

ماڈرن اسلام کی طرف........!

مدارس عربیہ کیا ہیں..... ؟ دین کے مراکز، قرآنی احکام اور نبوی تعلیمات کی درس گاہیں، جہاں انسان کو عقیدہ وعمل کے حصار میں پناہ ملتی ہے، معرفتِ الٰہیہ حاصل ہوتی ہے، جہاں دین پر چلنے کا حقیقی داعیہ پیدا ہوتا ہے، جہاں انسان عزت وغیرت کے مفہوم سے آشنا ہوتا ہے، جذبۂ جہاد وحریت کو نمو ملتی ہے، احساس میں تموج، طبیعت میں تلاطم اور عمل میں حرارت پیدا ہوتی ہے، یہ مدارس ہی ہیں جہاں سے انسان دوستی کی تعلیم ملتی ہے۔

آپ عہد موجود میں، اسلامی ودینی تحریکوں پر نظر دوڑا کر دیکھیے! ہر جگہ، ہر کام آپ کو انہی مدارس کی کارفرمائی نظر آئے گی...... طالبان کیا تھے....... ؟ انہی مدرسوں میں ننگی زمین پر بیٹھ کر، دین کا علم حاصل کرنے والے...... جب افغانوں نے ہر طرف سے مایوس ہو کر انہیں پکارا تو یہ طالب علم کتاب وقلم چھوڑ کر انسانیت کو ظلم کے اندھیروں سے بچانے کیلئے نکل کھڑے ہوئے۔ طالبان کتاب وسنت کا پرچم لے کر نکلے اور پورے افغانستان پر چھا گئے، ان کے عدل و انصاف کی اپنے پرائے سب نے گواہی دی۔

مجموعی طور پر مدارس ہی ہیں، جنہوں نے جہادِ آزادی کی ہر جنگ اور تحریک میں اپنا بھرپور اور فیصلہ کن کردار ادا کیا۔ کفار ومنافقین ان مدارس سے خائف ہیں کہ یہی ادارے ہیں، جو لوگوں کو درسِ جہاد دیتے ہیں اور علماء وطلباء کا ایک طبقہ ہے جو دین، عزت، غیرت اور آزادی کے تحفظ کیلئے مزاحم اور ہمہ تن کٹنے مرنے کیلئے تیار رہتا ہے۔ افغانستان میں مدرسوں سے نکلنے والی کھیپ نے اس دور میں خالص اسلامی امارت قائم کی۔ کفار ومنافقین نے باہم متحد ہو کر، آگ اور بارود کی بارش برسا کر اور ڈالروں کا سیلاب بہا کر اس امارت کو ختم کیا۔ دوسرے نمبر پر اب پاک وہند کے دینی مدارس ہیں جو امریکہ ویورپ کا ہدف ہیں۔ ان مدارس کو نشانہ بنانے کیلئے ذرائع ابلاغ کے ذریعے مخصوص انداز میں پوری قوت کے ساتھ پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے، کبھی کہا جاتا ہے کہ مدارس دہشت گردی کی نرسریاں ہیں، کبھی کہا جاتا ہے کہ ان مدرسوں میں قوم کے بچوں کے ذہنوں کو ماؤف کر دیا جاتا ہے۔ ملکی اخبارات کے صفحات بقراطوں کے کالموں سے بھرے پڑے ہیں جو بغلیں بجا بجا کر حکومت کو دینی مدارس کے خلاف کارروائی کیلئے تیار کر رہے ہیں۔ حقائق کو جس انداز میں مسخ کیا جارہا ہے ور طالبان کے اجلے کردار پر جس انداز میں کیچڑ اُچھالا جارہا ہے، اخبار بین حضرات اس سے ناواقف نہیں، میڈیا کے زور پر سامنے کی حقیقتوں کو جھٹلایا جارہا ہے، مجاہدینِ اسلام پر وہ تبرا تولا جارہا ہے کہ پناہ بخدا! مثلاً آج کی لغت میں مجاہد ''دہشت گرد'' ہے۔ جہاد دہشت گردی کا ہم معنی ہے، اگر کوئی شخص دین دار ہے، پانچ وقت کا نمازی ہے، سر پر پگڑی باندھتا ہے اور

شلوار ٹخنوں سے اونچی رکھتا ہے تو یہ انتہا پسند ہے، دقیانوس ہے، اس لئے کہ وہ دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق مغربی معاشرے سے مفاہمت کر کے نہیں چل رہا ہوتا۔

دینی مدارس کے خلاف جاری مہم کے سلسلے میں پیر کے روز جنرل پرویز کی صدارت میں ہونے والے ایک اعلیٰ سطح کے اجلاس میں ملک کو ''فرقہ واریت'' اور ''مذہبی انتہا پسندی'' سے پاک کرنے، تمام دینی مدارس کو ریگولیٹ کرنے اور ان پر سرکاری کنٹرول حاصل کرنے کے حوالے سے ایک جامع منصوبہ پیش کیا گیا ہے، جسے وزارت داخلہ اور وزارت مذہبی امور نے تیار کیا ہے۔ اس منصوبے میں جو سفارشات کی گئی ہیں، ان کے مطابق دینی مدارس کو قومی دھارے میں لایا جائے گا اور ان میں بھی جدید نصاب پڑھایا جائے گا۔ تمام دینی مدارس کو کنٹرول کرنے کیلئے ایک مستقل بورڈ یا ادارہ بنایا جائے گا جو صرف دینی مدارس کے نصاب اور ان کے معاملات دیکھے گا۔ دینی مدارس کی آمدنی و اخراجات کا آڈٹ کرایا جائے گا تا کہ معلوم ہو سکے کہ ان مدارس کو ملنے والے فنڈز کہاں سے مل رہے ہیں اور کن مقاصد کیلئے استعمال ہو رہے ہیں؟ آڈٹ نہ کرانے والوں اور فنڈز کے بارے میں تفصیلات فراہم نہ کرانے والے دینی اداروں کے خلاف سخت کارروائی ہوگی۔ غیر ملکی طلبہ کے متعلق بھی تحقیقات ہوں گی، ان کے ویزے اور دیگر امور سے متعلق بھی معلوم کیا جائے گا نیز ایسے طلبہ کے داخلوں کے سلسلے میں قواعد و ضوابط بھی مرتب کئے جائیں گے۔ اس اجلاس میں جنرل پرویز نے یہ بھی کہا کہ حکومت انتہا پسندوں کو مذہب یرغمال بنانے کی اجازت نہیں دے گی، عوام کی اکثریت اعتدال پسند ہے جو مذہبی ساصر اسلام، مساجد اور مدارس کو اپنے مخصوص ایجنڈے کیلئے استعمال کرتے ہیں، ان کے خلاف سخت کارروائی ہوگی اور ان پر پابندی لگے گی۔ وغیرہ وغیرہ.....

دوسری طرف دینی مدارس کے متعلق تحقیق و تفتیش کا کام تیزی سے جاری ہے، دینی مدارس کی فہرستیں بن رہی ہیں، نقشے مرتب ہو رہے ہیں اور مدارس میں سرکاری فارم تقسیم ہو رہے ہیں۔ جن میں مختلف النوع سوالات کئے گئے ہیں، مثلاً چندہ کہاں سے آتا ہے؟ طلبہ کی تعداد کتنی ہے؟ غیر ملکی طلبہ کتنے ہیں؟ مدرسے کا تعلق کون سے مسلک سے ہے؟ چند روز قبل اخبارات میں ایک ذریعے سے یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ دینی مدارس میں ایک سرکاری رجسٹر بھی رکھا جائے گا، جس میں طلبہ کی آمد و رفت اور رخصت کا اندراج ہوگا۔ تقریباً ہر قابل ذکر مدرسے کے باہر پولیس کا پہرہ تو ہے ہی، مستقبل میں فوج کا پہرہ لگا۔ نے کا عندیہ بھی ملا ہے۔ آئمہ مساجد کو پابند کیا جا رہا ہے کہ وہ خطبہ جمعہ اور اذان کے علاوہ تقریر یا درس وغیرہ کیلئے لاؤڈ سپیکر استعمال نہ کریں۔ بعض اقدامات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ شاید اردو تقریر ویسے ہی ممنوع قرار دے دی جائے یا پھر سرکاری آرڈر پر ''اوپر'' کی ہدایات کے مطابق ہی خطاب کیا جا سکے گا، جس میں کوئی ''فرقہ وارانہ بات''، ''اشتعال انگیز'' مکالمہ یا جہاد سے متعلق گفتگو بالکل ممنوع ہوگی۔ اس وقت ہر بڑے پریس پر سرکاری کارندے بیٹھے ہیں جو افغانستان سے متعلق حالیہ حکومتی پالیسی کے تناظر میں مذہبی مواد کی مکمل چھان بین کر رہے ہیں۔ دیکھا جائے تو

وطن عزیز میں بھی دینی مدارس پر کنٹرول حاصل کر کے ترکی، الجزائر اور مصر جیسے حالات پیدا کرنے کی تگ و دو ہو رہی ہے ۔ چونکہ اس وقت بہت سی اقدار طرز معاشرت اور الفاظ اپنا معنی و مفہوم بدل چکے ہیں، اس لئے یہاں ''ماڈرن اسلام'' کے ترویج و اشاعت کیلئے اہل اقتدار پاگل پن کی حد تک بڑھتے جا رہے ہیں، ویسے بھی سرکار نے اپنے ذرائع ابلاغ پر ''ماڈرن اسلام'' نافذ کر رکھا ہے۔ ممکن ہے آئندہ کسی وقت قرآن مجید کی تفسیر بیان کرنے کی ذمہ داری ریٹائرڈ کرنلوں، جنرلوں اور سابق انجینئروں کے سپرد کر دی جائے جو حکومتی ... بلکہ امریکی منشاء کے مطابق تفسیر بیان کیا کریں گے۔ پہلے قوال اور گویے علامہ اقبالؒ کی نظمیں طبلے کی تھاپ پر جھوم جھوم کے گایا کرتے تھے، اب ریڈیو، ٹی وی پر معاذ اللہ درود شریف موسیقی کی دھن پر ساز کے ساتھ سنایا جاتا ہے، فاحشہ عورتیں نعتیں پڑھتی ہیں، فضائل درود شریف کی احادیث بیان ہوتی ہیں تو بیک پر موسیقی کی دھن آ رہی ہوتی ہے، اسماء الٰہی موسیقی کی دھن پر سنائے جاتے ہیں۔ قرآن مجید کی تفسیر معمولی دوپٹہ اوڑھ کر خواتین بیان کرنے لگی ہیں، وہ شخص جو سارا سال ایف ایم ون ہنڈرڈ پر قوم کے نونہالوں اور بچیوں کو سراپا فسق پر مبنی اشعار سنا کر ورغلاتا ہے ان کے جذبات کو شیطانی خیالات سے انگیخت کرتا ہے، ان کے اخلاق تباہ کرتا ہے، رمضان میں حفیظ جالندھری کا ''شاہنامہ اسلام'' لے کر بیٹھ جاتا ہے۔ یہ تو معمولی جھلک ہے، آئندہ دیکھیے کیا ہوتا ہے؟ اس وقت کی صورت حال متقاضی ہے اس بات کی کہ علماء، دینی مدارس کے ارباب اہتمام، وفاق المدارس العربیہ کے اہل حل وعقد، دینی جماعتوں کے قائدین، دین و ایمان اور دینی اقدار و روایات اور طرز معاشرت کے علاوہ دین کے مراکز کو بچانے کیلئے خلوص دل کے ساتھ مل کر بیٹھیں اور آنے والے برے حالات کا مقابلہ کرنے کیلئے ٹھوس لائحہ عمل سوچیں۔

بقیہ از صفحہ ۶۲

کہ کسی نظریے یا نظام کا، جب کہ اس کے برعکس سوشلزم اور کمیونزم نظریات و نظامہائے زندگی تھے۔ اس پر حسن عسکری نے لکھا ہے وہ خود مولانا کی کتاب ''اسلام اور سائنس'' پڑھ کر مسلمان ہوئے۔ سیکولرازم کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ آج کل اخبارات سیکولرازم کے پرچارک ہیں، بسنت منانا، ہندوانہ کلچر اپنانا، یہ سارے سیکولرازم کے مظاہر ہیں۔ ان پر مسلمان اہل تمدن کام کرنے کی ضرورت ہے۔ تبلیغی جماعت کا ذکر چھیڑا تو فرمانے لگے کہ ''ان کے ساتھ، خاص طور فوج میں جتنے حاضر سروس لوگ ہیں۔ اگر ہمارے پاس ہوں تو ہم سب کچھ تلپٹ کر کے رکھ دیں، لیکن نظریہ نہ ہونے کے باعث ان کی یہ کیفیت ہے، بہر حال جتنا کام کر رہے ہیں، وہی غنیمت ہے''۔ مزید فرمایا ''میری تبلیغی جماعت کی شوریٰ سے بھی اس ضمن میں بات ہوئی مگر ان کا کہنا ہے کہ اس نظام کی تبدیلی کی جدوجہد کا وقت نہیں آیا'' یہ شاہ جیؒ کے ساتھ ہماری آخری ملاقات تھی۔ مجھے شاہ جیؒ کا جنازہ پڑھنے کی سعادت حاصل ہوگئی۔ میں نے اپنی زندگی میں اتنا بڑا جنازہ پہلی مرتبہ دیکھا، اور شاہ جیؒ اپنے چاہنے والوں کے جلو میں آخری آرام گاہ کی طرف رواں دواں تھے۔ میری اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ شاہ جیؒ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ان کے مراتب و درجات بلند فرمائے۔ آمین!